Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies (MJIS)
ISSN 3007-3820 (Print) | 3007-3812 (Online)
(July-December) 2025, 3: 2 (25-51)

محی الدین جرنل آف اسلامک اسٹڈیز
(جولائی–دسمبر ۲۰۲۵)، ۳: ۲

جدید جنگی ٹیکنالوجی اور انسانی حقوق کا سیرت طیبہ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

A Research Analysis of Modern Warfare Technology and Human Rights in the Light of Sīrah al-Ṭayyibah

Dr. Hafiza Bareera Hameed,[a] Nazia Atta[b]

[a] Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Govt. Sadiq Collage Women University, Bahawalpur, Pakistan

[b] Doctoral Candidate Islamic Studies, Govt. Sadiq Collage Women University Bahawalpur/ CTI Lecturer, Govt Graduate College (W) Yazman.

Corresponding author Email: naziaatta51@gmail.com

How to cite: Dr. Hafiza Bareera Hameed & Nazia Atta" *A Research Analysis of Modern Warfare Technology and Human Rights in the Light of Sīrah al-Ṭayyibah," Mohi-ud-Journal of Islamic Studies* 2, no. 2 (2025):1-31.

ABSTRACT

This research critically explores the intersection between modern warfare technology and human rights through the lens of Sīrah al-Ṭayyibah and Islamic jurisprudence. The rapid advancement of military innovations such as drone strikes, artificial intelligence-based weaponry, cyber warfare, and autonomous defense systems has introduced complex ethical and legal dilemmas that challenge the compatibility of these practices with Islamic principles of justice, peace, and the sanctity of human life. Drawing upon Qur'anic injunctions, Prophetic traditions, and principles of Islamic law (fiqh al-jihād), the study critically examines how such technologies may conflict with Islamic moral values or, under certain conditions, be ethically regulated. It further highlights the Prophet Muhammad's (ﷺ) humane and reconciliatory approach during warfare as a timeless model for restraint, mercy, and respect for human dignity. Ultimately, the research advocates for a comprehensive application of Islamic ethical frameworks to guide and govern the use of modern warfare technologies, ensuring accountability, justice, and the protection of human rights in all contexts.

Keywords: Modern warfare, Islamic ethics, Human rights, Sīrah al-Ṭayyibah, Fiqh al-jihād

Mention in the table a brief sketch of Second author's Contribution:- (Maximum two Authors allowed only):
Second author is PhD scholars and developed this paper mutually with first author.

C

All Contents of this publication is copyrighted and property of *Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies*, and restricted to commercial use. It allows Research uses only, provided that original author(s) and sources should be credited with a proper academic referencing.

گزشتہ کچھ دہائیوں سے ٹیکنالوجی کے شعبے میں بے مثال ایجادات واختراعات وجود میں آئی ہیں، جن کی بدولت گھروں اور کام کرنے کی جگہوں کے علاوہ طب، ٹرانسپورٹ، مواصلات، دفاع اور دیگر شعبہ ہائے زندگی میں بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ ان ایجادات نے دنیا بھر کے ممالک کی سیاسی، معاشی اور سماجی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ جس طرح چاقو اور کلہاڑی خطرناک چیزیں نہیں ہیں لیکن جب ان چیزوں کا غلط استعمال کیا جائے تو ان میں منفی پہلو پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح جدید ٹیکنالوجی بذات خود کوئی خطرناک چیز نہیں ہے لیکن جب اسے منفی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جائے تو اس کے مضر اثرات معدوم ہونے کے بعد معاشرے میں ناسور بن کر پھیل جاتے ہیں۔

جیسا کہ جدید جنگی ٹیکنالوجی نے جنگ کی نوعیت کو سراسر تبدیل کر دیا ہے۔ڈرونز، خودکار ہتھیار، سائبر وارفیئر اور دیگر جدید ٹیکنالوجی نے نہ صرف جنگی حکمت عملیوں کو متاثر کیا ہے بلکہ انسانی حقوق پر بھی ان کے نمایاں اثرات مرتّب ہوئے ہیں۔ اس مقالہ میں جدید ٹیکنالوجی کے مختلف پہلوؤں اور ان کے انسانی حقوق پر مرتّب ہونے والے اثرات کے ساتھ ساتھ ان سے متعلقہ اسلامی اصولوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

جدید جنگی آلات

جدید جنگی آلات نے جنگ کی نوعیت میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے، جس نے روایتی جنگی حکمت عملیوں کو نئے چیلنجز اور مواقع فراہم کیے ہیں۔ ان آلات میں ڈرونز، سائبر جنگ، ہائپر سونک ہتھیار، بائیو کیمیکل ہتھیار، خفیہ لڑاکا طیارے، نینو ٹیکنالوجی، خودکار جنگی ہتھیار وغیرہ شامل ہیں، جو کہ نہ صرف جنگ کی شدت میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ حملوں کی درستگی اور موثر کارکردگی کو بھی بڑھاتے ہیں۔ جدید میزائل سسٹمز جیسے کروز اور بیلسٹک میزائل دور دراز کے اہداف کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جبکہ سائبر جنگی ٹیکنالوجی دشمن کی معلوماتی نظام میں خلل ڈالنے اور سائبر حملے کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ان تمام ٹیکنالوجیز کی مدد سے جنگ کی حکمت عملیوں میں نئی جہتیں شامل ہو چکی ہیں، جدید جنگی آلات نے جنگ کی نوعیت کو بدل کر رکھ دیا ہے، اور ان کی ترقی کے ساتھ ساتھ جنگی حکمت عملیوں میں بھی تبدیلیاں آئیں ہیں۔ ان آلات کی موجودگی نے جنگ کے میدان میں خطرات اور چیلنجز کو بھی بڑھایا ہے، جس کے نتیجے میں بین الاقوامی سطح پر سیکیورٹی کے نئے مسائل جنم لے رہے ہیں۔

جدید جنگی آلات کی اقسام

انگلش میں Modern Warfare Technology سے تعبیر ہیں۔ان سے مراد وہ جدید ہتھیار اور ٹیکنالوجی ہیں جو میدان جنگ میں طاقت، رفتار اور درستگی میں انقلاب لانے کا باعث ہیں۔ یہ آلات روایتی جنگی حکمت عملیوں کو تبدیل کر کے جدید طریقوں سے جنگ کو زیادہ پیچیدہ اور تکنیکی بنا رہے ہیں۔ان آلات کا استعمال جہاں جنگوں میں مؤثریت بڑھانے میں معاون ہے وہیں پر ہی یہ نئے اخلاقی، قانونی اور سیکورٹی چیلنجز بھی پیش کرتے ہیں۔

ڈرونز(Drones)

بغیر پائلٹ کے فضائی گاڑی (UAV)، جسے عام طور پر ڈرون کہا جاتا ہے، ایک ہوائی جہاز ہے جس میں انسانی پائلٹ، عملہ یا مسافر سوار نہیں ہوتے ہیں۔ڈرون اصل میں 20ویں صدی میں فوجی کارروائیوں کے لیے تیار کیے گئے تھے جو انسانوں کے لیے بہت "خطرناک" تھے، اور 21ویں صدی میں یہ زیادہ تر فوجیوں کے لیے ایک لازمی آلہ بن چکے ہیں۔[1]

According to Singer, P.W:
"Wired for War" by P.W. Singer defines drones: Drones, also known as unmanned aerial vehicles (UAVs), are aircraft that fly without a human pilot onboard[2] ".

ڈرونز دور جدید میں جنگوں میں نگرانی، جاسوسی اور حملہ کرنے کے لیے بکثرت استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ طیارے بغیر پائلٹ کے پرواز کرتے ہیں اور انتہائی پیچیدہ مشن سرانجام دینے کی صلاحیت واہلیت رکھتے ہیں، اور ان کی نقل و حرکت کو انتہائی فاصلے سے ہی کنٹرول کیا جاتا ہے۔ڈرونز کی ایجاد جہاں روایتی جنگی حکمت عملی کو تبدیل کرنے کی وجہ بنی ہے، وہیں پر اس ایجاد نے انسداد دہشت گردی کی کاروائیوں میں بھی انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں زمینی افواج کا پہنچنا مشکل مرحلہ ہے۔ان کا منفی استعمال ریاستی دہشت گردی کی ایک بڑی وجہ ہے، جیسا کہ موجودہ دور میں اسرائیل ایک بڑی دہشت گرد ریاست کے طور پر نمایاں ہے جس نے ڈرونز کا استعمال کرتے ہوئے نہتے فلسطینیوں کا نہ صرف قتل عام کیا بلکہ پورے علاقے کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا ہے۔ اس کی یہ دہشت

[1] https://ur.wikipedia.org.

[2]- Singer, P.W. "Wired for War: The Robotics Revolution and Conflict in the 21st Century." (United State: Paperback – Illustrated, 29 Dec. 2009), 31.

گردی شام اور لبنان سے ہوتے ہوئے ایران تک جا پہنچی ہے جس کے سامنے بین الاقوامی جنگی قوانین ایک مردہ دستاویز کے علاوہ کچھ نہیں ہیں۔

سائبر جنگ(Cyber Warfare)

سائبر جنگ سے مراد ایسی جنگی سرگرمیاں ہیں جو انٹرنیٹ، کمپیوٹر نیٹ ورکس اور سائبر اسپیس کے ذریعے انجام دی جاتی ہیں۔ اس میں دشمن کے انفارمیشن سسٹمز کو نقصان پہنچانا، ڈیٹا کو چوری کرنا، یا ان کے مواصلاتی نظام کو غیر مؤثر بنانا شامل ہو سکتا ہے۔ یہ جنگ روایتی جنگ کے برعکس ہوتی ہے اور زیادہ تر ڈیجیٹل ذرائع اور ٹیکنالوجی پر مبنی ہوتی ہے۔[3]

Cyber War Will Not Take Place" by Thomas Rid explains:
"Cyber warfare refers to the use of digital technologies to disrupt, damage, or destroy information systems, networks, or infrastructure, with the intention of causing harm to an adversary's national security, economy, or social stability."[4]

سائبر جنگ میں کمپیوٹر نیٹ ورک کو ہدف بنا کر معلومات تک رسائی کو ممکن بنایا جاتا ہے۔ نظام کو اس حد تک نقصان پہنچایا جاتا ہے کہ ملکی دفاعی نظام ہی مفلوج ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی جنگ میں انتہائی جدید ٹیکنالوجی اور ہیکنگ ٹیکنیکوں کا استعمال کیا جاتا ہے، جو قومی سلامتی کے لیے ایک بڑے خطرے کی صورت اختیار کر گئی ہے۔

جیسا کہ حال ہی میں لبنان میں وسیع پیمانے پر ہلاکتیں ہوئیں جب اسرائیلی فضائی حملوں میں ۵۰ بچوں سمیت ۵۵۰ سے زائد افراد لقمہ اجل بنے۔ لبنان میں بہت سے لوگوں کو اس بحران میں شدید اضافے کے اوّل اشارے، موبائل فون پر آنے والے پیغامات، خودکار فون کالز یا ہائی جیک شدہ ریڈیو نشریات کی صورت میں وصول ہوئے۔ اس کے بعد شدید حملے کیے گئے۔ ایسا انہوں نے حزب اللہ کے ٹھکانوں کو برباد کرنے کے لیے کیا جو کہ لبنان میں تباہی پھیلانے کا باعث بنا ہے, اور یہ سائبر حملوں کی ٹھوس مثال ہے۔

3- Richard A. Clarke, Robert Knake, "Cyber War: The Next Threat to National Security and What to Do About It." (New York: H.B Press, 2011), 87.

4- Thomas Rid, "Cyber War Will Not Take Place" (Oxford University Press, 2013), 3.

ہائپرسونک ہتھیار(Hypersonic Weapons)

ہائپر سونک ہتھیار دشمن کے دفاعی نظام کو ناکام بنانے کے لیے بنائے گئے ہیں کیونکہ ان کی رفتار اور متحرک راستے انہیں موجودہ میزائل دفاعی نظام کے لیے تقریباً ناقابلِ روک بنادیتے ہیں۔[5]

Hypersonic weapons are typically defined as: "Weapons that travel at speeds of Mach 5 or above (five times the speed of sound), and can maneuver during flight."[6]

اس سے مراد وہ ہتھیار ہیں جو آواز کی رفتار سے پانچ گنا زیادہ تیز رفتار کے دوڑتے ہیں۔انتہائی مختصر میں طویل فاصلے تک مار کرنا ان کی خصوصیت میں شامل ہے۔اور ان کو روک کر ناکارہ بنانا مشکل ہوتا ہے۔اس قسم کے ہتھیار امریکہ،روس اور چین کے پاس موجود ہیں۔ہائپر سونک ہتھیاروں میں ہائپر سونک گلائڈ گاڑی، ہائپرسونک میزائل،ہائپرسونک طیارے اور وہ بندوقیں شامل ہیں جو توپ سے فائر کی جاتی ہیں۔سلبر وو گل جس کو ۱۹۳۰ء کی دہائی میں جرمن سائنسدانوں نے تیار کیا تھا،ہائپرسونک ہتھیار کا پہلا ڈیزائن تھا۔ ۲۰۲۲ء میں جو کرین پر روسی حملوں میں یہ ہتھیار استعمال کیے گئے اور جنوری ۲۰۲۳ء میں بھی کیف میں روسی ہائپرسونک میزائلوں سے ایک گولی چلائی گئی۔

مصنوعی ذہانت اور خود مختیار ہتھیار(AI and Autonomous Weapons)

مصنوعی ذہانت (AI) اور خود مختیار ہتھیار (Autonomous Weapons) موجودہ دور کے اہم موضوعات میں شامل ہیں۔ یہ دونوں ٹیکنالوجیز نہ صرف تکنیکی بلکہ اخلاقی، قانونی، اور سماجی مسائل کو بھی جنم دیتی ہیں۔ AI کمپیوٹرز اور مشینوں میں انسانی ذہانت کی نقل پیدا کرنے کی کوشش ہے۔ یہ مختلف شعبوں میں استعمال ہو رہی ہے۔ یہ وہ ہتھیار ہیں جو انسانی مداخلت کے بغیر اپنے ہدف کو پہچاننے، منتخب کرنے، اور حملہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔جیسا کہ ڈرونز،روبوٹک ٹینک،اور دیگر AI سے چلنے والے ہتھیار۔

Paul Scharre explains: "AI (Artificial Intelligence): Software that enables machines to perform tasks that typically require human intelligence. Includes machine learning, computer vision, and natural language processing. Autonomous Weapons: Systems capable of selecting and

---

5- Dr. Richard P. Hallion, "Hypersonic Weapons and National Security." (Arlington: Air Force Association, Jan 2016), 47.

6- Speier, R.H., Nacouzi, G., Lee, C., & Moore, R.M. (2017). Hypersonic Missile Nonproliferation: Hindering the Spread of a New Class of Weapons. RAND Corporation. (Published 27 Sep, 2017), 5.

engaging targets without human intervention. Can operate independently or as part of a larger system."[7]

آرٹیفیشل انٹیلیجنس بھی مصنوعی ذہانت اور خود مختیار ہتھیار جدید جنگی میدان میں جنگی آلات کے حوالے سے نیا اضافہ ہے۔ AI کی بدولت ایسے ایسے خود مختیار ہتھیار تیار کیے جارہے ہیں جو انسانی مداخلت کے بغیر ہی فیصلہ کرکے جنگی میدان میں خود مختیار طور پر اہداف کا انتخاب کرکے اُن کو نشانہ بناسکتے ہیں۔ جیسا کہ اسرائیل نے غزّہ کے خلاف جاری جنگ میں خود مختیار ہتھیار کا استعمال کیا ہے، جو کہ مصنوعی ذہانت کی مدد سے تیار کیے جاتے ہیں، نہ صرف اب جاری جنگ میں بلکہ ۲۰۱۲ء میں بھی غزہ میں ۱۱ روزہ جنگ کے دوران اسرائیل نے مصنوعی ذہانت کا استعمال کیا تھا۔

بائیوکیمیکل ہتھیار(Biochemical Weapons)

ان سے مُراد وہ ہتھیار ہیں جو کہ کیمیائی یا حیاتیاتی مواد پر منحصر ہوتے ہیں، جنہیں انسانوں، پودوں یا جانوروں کو نقصان پہنچانے کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ یہ ہتھیار غیر مرئی ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت مہلک ہوتے ہیں اور جنگ کے دوران یا دہشت گردی کے واقعات میں استعمال کیے جاتے ہیں۔[8]

حیاتیاتی، کیمیائی اور جوہری ان سارے غیر روایتی ہتھیاروں کا مقصد بڑے پیمانے پر تباہی اور بربادی پھیلانا ہے۔ عالمی سطح پر ایسے معاہدے موجود ہونے کے باوجود جو کہ ان مذکورہ ہتھیاروں کی تیاری اور استعمال پر پابندی عائد کرتے ہیں، بہت سی ریاستیں اس قسم کے ہتھیاروں کی تیاری میں ملوّث ہیں، جن کی مثال ہیروشیما اور ناگاپر پھینکے جانے والے ایٹمی بم ہیں۔ اس کے علاوہ حیاتیاتی ہتھیاروں کے استعمال کی تاریخ بہت قدیم ہے اور یہ خوردبینی جانداروں یا نیم جانداروں مثلاً وائرس، بیکٹیریا یا دیگر زہریلے مادے ہیں جو دانستہ طور پر بیماری کو پھیلانے کے لیے استعمال ہوں۔ جس کی مدد سے بڑے پیمانے پر انسانوں، جانوروں اور پودوں کو تباہ وبرباد کیا جاسکتا ہے۔ ماضی قریب میں پھیلنے والا کروناوائرس بھی حیاتیاتی ہتھیار کی مثال ہے۔

7- Freedberg, S.J. "Lasers, Railguns & Energy Weapons: The Future of War." (New York: Independent Publishers, 1923), 43.

8- Tucker, J.B. "Scourge: The Once and Future Threat of Smallpox." (Grove Press, 2002), 15.

خفیہ لڑاکا طیارے(Stealth Fighters)

لڑاکا جیٹ ایک فوجی طیارہ ہے جو دوسرے طیاروں کے ساتھ ڈاگ فائٹ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ انہیں بمباروں اور حملہ آور طیاروں سے ممتاز کرتا ہے جو زمینی اہداف پر حملہ کرتے ہیں۔ لڑاکا طیارے کی رفتار، ہوا میں تیزی سے گھومنے، موڑنے اور غوطہ لگانے کی صلاحیت اور اس کا چھوٹا سائز اسے دوسرے فوجی طیاروں سے ممتاز کرتا ہے۔ کچھ جنگجوؤں میں اضافی زمینی حملے کی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ تاہم پہلی جنگ عظیم کے بعد سے لڑاکا طیاروں کا بنیادی مقصد دشمن پر فضائی برتری حاصل کرنا رہا ہے۔ آج فضائی برتری کے بغیر روایتی جنگ جیتنا ناقابل تصور ہے۔ کسی ملک کی فضائی برتری کا تعین اس کے لڑاکا طیاروں کی صلاحیتوں، اس کے پائلٹوں کی مہارت، لڑائی میں اس کے فضائیہ کی ساخت، اور اس ملک کے پائلٹوں کی تعداد اور کارکردگی جیسے عوامل سے ہوتا ہے۔[9]

"Stealth Fighters: Aircraft designed to evade detection by radar and other sensors.[10]

خفیہ لڑاکا طیارے ایسی ٹیکنالوجی سے تیار کیے گئے ہیں جو انہیں ریڈار سے پوشیدہ اور بچا کر رکھتی ہے، اس طرح کے طیارے دشمن کے دفاعی نظام کو فیل کرنے میں نہایت مؤثر ہیں۔ یہ طیارے زیادہ تر فوجی مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں تاکہ دشمن کے علاقے میں بغیر پتہ چلے داخل ہو سکیں اور اہم اہداف پر حملہ کر سکیں۔ خفیہ لڑاکا طیارے خاص مٹیریلز اور زاویوں سے بنائے جاتے ہیں جو ریڈار کی لہروں کو منتشر یا جذب کر لیتے ہیں، جس سے ان کا پتہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے۔ کسی ملک کو زیرِ اثر کرنے کے لیے اُس کی فضائی حدود پر قبضہ کرنا انتہائی ضروری ہے، خفیہ لڑاکا طیارے اس مقصد کے لیے نہایت مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔

نینو ٹیکنالوجی(Nanotechnology)

نینو ٹیکنالوجی ایسا مواد اور آلات تیار کرنے کا ذریعہ ہے جو انتہائی کم سائز میں زیادہ کارکردگی فراہم کرتے ہیں۔ نینو رپورٹس طبی میدان میں زخمی فوجیوں کی دیکھ بھال کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[11]

---

9. https://ur.wikipedia.org/wiki.

10. Mike Spick, "An Illustrated Guide to Modern Fighter Combat." (Prentice Hall Direct; First Edition (January 1, 1987), 51.

11. Ratner, M.A., & Ratner, D. "Nanotechnology: A Gentle Introduction to the Next Big Idea." (Prentice Hall Professional, 2003), 144.

یہ ایک جدید اور وسیع ٹیکنالوجی ہے جس کے تحت مادّے کو انتہائی چھوٹے پیمانے پر، یعنی نینو میٹر پیمانے (ایک نینو میٹر ایک میٹر کا ایک اربواں حصہ ہے) پر کنٹرول اور تبدیل کیا جاتا ہے۔ نینو ٹیکنالوجی مختلف شعبوں میں انقلاب برپا کر رہی ہے، جیسے کہ طب، الیکٹرانکس توانائی، اور زراعت وغیرہ۔

جدید جنگی آلات نے جنگ کی حکمت عملی، میدان جنگ کی حرکات وسکنات اور اس کی اخلاقیات کے دائرہ کار کو تبدیل کر دیا ہے۔ ان آلات کا استعمال نہ صرف جنگ کے میدان میں ہوتا ہے بلکہ سائبر سپیس، خلا اور خفیہ آپریشنز میں بھی ہوتا ہے۔ مذکورہ آلات کا تجزیہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ جدید جنگی ٹیکنالوجی نے جنگی نظریات، حکمت عملیوں اور میدانِ جنگ میں کیے جانے والے فیصلوں پر بہت زیادہ اثرات مرتّب کیے ہیں۔ جیسا کہ تکنیکی جدّت اور جنگ کا نیا چہرہ سامنے آیا ہے، کیونکہ پہلے جنگ کی کامیابی بڑی حد تک انسانی صلاحیتوں، اسلحے کی فراہمی اور میدانِ جنگ میں جسمانی طاقت پر منحصر تھی۔ جبکہ اب جنگی حکمت عملی جدید ٹیکنالوجی پر مبنی ہے، جہاں فاصلاتی حملے، آپریشنز اور ڈیٹا کا استعمال نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ اس کے علاوہ جدید جنگی آلات نے فوجی اور جنگی طاقت کے توازن کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ ماضی میں جنگی طاقت فوجی اہلکاروں کی تعداد اور ملکی اسلحے کے ذخائر پر منحصر تھی، لیکن آج سائنس اور ٹیکنالوجی کے استعمال نے اس توازن کو توڑ دیا ہے۔ جدید جنگی آلات کی وجہ سے اخلاقی اور قانونی مسائل کا خطرناک حد تک اضافہ ہو چکا ہے، لہٰذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ عالمی سطح پر ان ہتھیاروں کے استعمال کے بارے میں ضابطوں اور قوانین کا ہونا ضروری ہے، جیسا کہ سائبر جنگ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایسی ہے کہ دشمن کے نیٹ ورکس اور سسٹمز کو تباہ کرنے کے لیے خفیہ طریقے بروئے کار لائے جاتے ہیں، اسی وجہ سے عالمی سطح پر سائبر جنگ کے قوانین وضع کرنے اہمیت مسلّم ہے، تاکہ جنگ کے دوران شہریوں اور اہم انفراسٹرکچر کی حفاظت یقینی بنائی جا سکے۔

اس ساری بحث سے یہ ثابت ہوا کہ جدید جنگی آلات کے ذریعے جنگ کی نوعیت میں انقلاب برپا ہوا ہے، کیونکہ اب جنگ میدانِ جنگ کے بجائے ڈیجیٹل انداز میں لڑی جاتی ہے، جسمانی طور پر انسان کا استعمال کم ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے ایک طرف تو انسانی جانوں کا ضیاع کم ہوتا ہے، لیکن دوسری طرف انسانی کنٹرول محدود ہونے کی وجہ سے اخلاقی اور قانونی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اخلاقی اور قانونی چیلنجز پیدا ہونے کی وجہ سے انسانی حقوق کی خلاف

ورزیوں کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ اسی طرح بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے جدید جنگی آلات نہ صرف جنگی فریقین بلکہ شہری آبادی کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔

جدید ہتھیار اور جبر واکراہ

جبر واکراہ اور جدید ہتھیاروں کا استعمال جس میں طاقتور ممالک یا گروہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کمزور ممالک، اقوام، یا گروہوں کو دباؤ میں لانے کے لیے جدید ترین عسکری ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہیں۔ ان ہتھیاروں کا استعمال جبر اور اکراہ کی ایک شکل بن چکا ہے، جہاں خوف، دھمکی، اور تباہی کا خطرہ یا عمل دخل ہوتا ہے۔ جدید ہتھیاروں کی غیر معمولی تباہ کن صلاحیت انہیں جبر واکراہ کے آلات کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ ایٹمی ہتھیاروں کا مقصد صرف دشمن کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ خوف اور دہشت پھیلانا بھی ہے۔ ایٹمی ہتھیار کا محض وجود ہی جبر واکراہ کی علامت ہے کیونکہ یہ دشمن کو مرعوب اور مجبور کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ عصر حاضر میں جدید ہتھیار، جیسے کہ ایٹمی، کیمیائی، حیاتیاتی ہتھیار اور ڈرون لوگوں کو ڈرانے، مجبور کرنے اور دباؤ ڈالنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جدید ہتھیاروں کے استعمال میں جبر واکراہ کے نمایاں پہلو یہ ہیں:

- ایٹمی ہتھیاروں کی تخلیق اور ان کی دھمکی سیاسی اور معاشرتی دباؤ کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ یہ جبر و اکراہ کا ایک بڑا ذریعہ بن گئے ہیں، جہاں ایٹمی طاقتیں دیگر ممالک پر دباؤ ڈالنے کے لیے ان کی موجودگی کو استعمال کرتی ہیں۔
- یہ ہتھیار انسانیت کے لیے خطرہ ہیں اور ان کا استعمال اخلاقی طور پر انتہائی غلط سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق عام شہریوں کو نقصان پہنچانا اور ان پر جبر کرنا حرام ہے۔ قرآن میں واضح طور پر کہا گیا ہے:

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ"[12]

(لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا، تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض کاموں کا مزہ چکھائیں، شاید کہ وہ باز آجائیں۔)

یعنی جو لوگ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں عذاب ہے۔

12. Al-Qur'ān,30:41.

- ڈرون حملے دورِ جدید کا اہم ہتھیار ہیں، جن کے ذریعے اہداف کو دور سے نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ تکنیکی اعتبار سے مؤثر ہیں، لیکن ان کے استعمال سے عام شہریوں میں خوف اور بے یقینی کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ یہ اسلامی اصولوں کی رو سے جبر واکراہ کے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ قرآن میں تاکید کی گئی ہے:

"وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ"[13]

(اور حد سے نہ بڑھو، بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کا پسند نہیں کرتا۔)

فقہاء کے مطابق ایسے ہتھیاروں کا استعمال جو انسانیت کے لئے تباہ کن ہوں ناجائز ہے۔ اسلامی فقہ میں جبر واکراہ کے استعمال کے حوالے سے چند اہم اصول وضع کیے گئے ہیں جو جدید ہتھیاروں کے حوالے سے بھی لاگو ہوسکتے ہیں:

أ. اسلام میں فساد فی الارض یعنی زمین پر فتنہ و فساد پھیلانا منع ہے۔[14] جدید ہتھیاروں کا اندھا دھند استعمال فساد کا سبب بن سکتا ہے اور ایسے جبر کی طرف لے جاسکتا ہے جو کہ ممنوع ہے۔

ب. قرآن وسنت میں انسانی جان کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جبر کے تحت جدید ہتھیاروں کا استعمال انسانی جان کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور اس کی حرمت کو پامال کر سکتا ہے۔

ج. پاکستانی قانون میں جبر واکراہ کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور اس کے تحت کسی شخص کو جسمانی یا ذہنی دباو کے تحت عمل کروانا جرم سمجھا جاتا ہے۔ جدید ہتھیاروں کے استعمال کے تناظر میں پاکستانی قانون کے تحت ایسے اقدامات کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے جو جبر کے ذریعے لوگوں پر دباوڈالنے کی کوشش کریں۔

د. عالمی قوانین جیسے کہ جنیوا کنونشنز میں بھی جنگی جرائم، جبر اور غیر انسانی ہتھیاروں کے استعمال کے خلاف سخت قوانین موجود ہیں۔ اسلامی فقہ بھی ان اصولوں کی حمایت کرتی ہے اور جنگی حالات میں بھی غیر مسلح لوگوں اور عام شہریوں پر جبر کو ناجائز قرار دیتی ہے۔

عصر حاضر میں اسلامی اخلاقیات ہمیں دعوت دیتی ہیں کہ ہم جدید ہتھیاروں کے استعمال میں انسانی حرمت اور شریعت کے اصولوں کو مد نظر رکھیں اور جبر واکراہ سے بچیں۔

13. Al-Qur'ān, 6:87.
14. Al-Qur'ān, 6:33.

جدید جنگی آلات کے انسانی حقوق پر اثرات

جدید جنگی آلات کے انسانی حقوق کے حوالے سے کچھ مثبت لیکن زیادہ منفی اثرات مرتّب ہوئے ہیں:

انسانی حقوق پر مثبت اثرات

جدید جنگی آلات کے انسانی حقوق پر بعض مثبت اثرات بھی دیکھنے میں آئے ہیں، خاص طور پر جب انہیں بین الاقوامی قوانین اور اخلاقی اصولوں کے تحت استعمال کیا جاتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے جنگی آلات کی بہتری اور ترقی نے ان انسانی حقوق کی حفاظت میں کردار ادا کیا ہے جو ماضی میں روایتی جنگوں میں زیادہ متاثر ہوتے تھے۔

أ. جدید جنگی آلات میں شامل ڈرونز اور خود مختار ہتھیاروں نے انسانی جانوں کے نقصان کو کم کرنے میں مدد فراہم کی ہے، یہ آلات انسانوں کی جگہ جنگی مشن انجام دیتے ہیں، جس نے اہداف کا نشانہ بنانے میں فوجی اہلکاروں کو براہ راست خطرے میں ڈالنے کی راہ کو مسدود کر دیا ہے۔

ب. ڈرونز، ہائپر سونک ہتھیار اور مصنوعی ذہانت پر مبنی نظاموں کی وجہ سے جنگی کاروائیوں میں تیزی اور مؤثریت پیدا ہو گئی ہے، دشمن پر فوری اور دقیق حملے کر کے جنگ کا فیصلہ کن موڑ جلد لایا جا سکتا ہے، جس کی وجہ سے ایک طرف تو انسانی جانیں محفوظ رہتی ہیں اور دوسری طرف جنگ کا خوف لمبے عرصہ تک نہ رہنے کی وجہ سے روز مرّہ کے معمولات تعطل کا شکار نہیں ہوتے۔

ج. ملک کا دفاع مضبوط ہونے پر ہی قومیں امن و سکون کی زندگی بسر کر سکتی ہیں۔ جدید جنگی آلات نے روایتی دفاعی ہتھیاروں کی حدود کو پار کرتے ہوئے نئے مضبوط دفاعی سسٹم کی راہ ہموار کی ہے۔

د. دہشت گردی سے ملک کا دفاع اور انسانی امن و سکون دونوں کو خطرات لاحق ہو جاتے ہیں، جبکہ جدید جنگی آلات نے انٹیلی جنس اور نگرانی کے نظام کو بہتر بنایا ہے۔ اس کی وجہ سے ایک طرف جنگ میں بہتر منصوبہ بندی ممکن ہوتی ہے اور دوسری طرف دہشت گردی کے خطرات کو روکنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

ان مثبت اثرات کے باوجود، جدید جنگی آلات کے غلط استعمال کے خطرات بھی موجود ہیں، اس لیے ان کے استعمال پر اخلاقی اور قانونی حدود قائم کرنا ضروری ہے تاکہ انسانی حقوق کی مکمل حفاظت ممکن بنائی جا سکے۔

انسانی حقوق پر منفی اور جبری اثرات

جدید جنگی آلات کے استعمال سے جہاں کچھ مثبت پہلو نظر آتے ہیں، وہیں ان کے انسانی حقوق پر منفی اثرات بھی ہیں۔ ان آلات کا غلط یا غیر اخلاقی استعمال انسانی حقوق کی پامالی اور معصوم لوگوں کی جان و مال کے نقصان کا سبب بن سکتا

ہے۔ جدید جنگی آلات کے منفی اثرات خاص طور پر شہری آبادی، بنیادی انسانی حقوق، اور بین الاقوامی قوانین پر پڑ سکتے ہیں۔

أ. جدید جنگی آلات کے استعمال سے کئی اخلاقی اور قانونی چیلنجز نے جنم لیا ہے، خود مختار ہتھیار، جو انسان کی مداخلت کے بغیر فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، غیر ارادی نقصان اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بڑی وجہ بن رہے ہیں۔ بین الاقوامی قوانین اس جدید ٹیکنالوجی کے بارے میں واضح نہیں ہیں، اسی وجہ سے ان کا بے دریغ استعمال کیا جارہا ہے۔ جس کا کھلا مظاہرہ اسرائیل کی طرف سے غزہ، شام، لبنان اور ایران میں کیے گئے جبری حملے ہیں، جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ لقمہ اجل بنے اور غزہ میں باقی رہ جانے والے لوگوں کو تو بنیادی سہولتوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔

ب. اسی طرح سائبر جنگ نے نہ صرف عسکری نظاموں کو اپنا ہدف بنایا ہے بلکہ شہری انفراسٹرکچر جیسے کہ بجلی، پانی بلکہ مالیاتی ادارے بھی اس کا شکار بنتے ہیں۔ سائبر حملے کے اثرات پر قابو پانا بھی انتہائی مشکل امر ہے۔

ج. ہر ریاست کا فرض ہے کہ وہ اپنا دفاع مضبوط کر کے اپنے شہریوں کو امن وسکون کی زندگی مہیا کرے، لیکن جدید جنگی آلات کی تیاری عالمی اسلحے کی دوڑ میں تیزی کرنے کا باعث ہے۔ بہت سے ممالک اپنی دفاعی طاقت میں اضافہ کرنے کے لیے جدید اور مہلک ہتھیار بنا رہے ہیں، جس کی وجہ سے عالمی سطح پر تناؤ بڑھ رہا ہے اور امن کو خطرہ لاحق ہے۔

د. ہائپرسونک اور ریڈی ایشن ہتھیار جیسے جدید آلات غیر متوقع اور انتہائی تیز رفتار حملے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جنہیں روکنا یا ان کا جواب دینا موجودہ دفاعی نظام کے لیے انتہائی مشکل ہو سکتا ہے۔ طاقتور ممالک ان ہتھیاروں کی موجودگی کی وجہ سے کمزور ممالک کو اپنے مفاد میں استعمال کرنے کے لیے ان پر جنگ لاگو کر رہے ہیں، جو کہ ان ممالک میں موجود انسانیت کی زندگی مسدود کرنے کے مترادف ہے۔

ہ. جدید جنگی آلات، جیسے ڈرون حملے اور میزائل، بعض اوقات غلطی سے یا لاپرواہی سے شہری علاقوں پر بھی حملہ کر دیتے ہیں، جس سے معصوم لوگوں کی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پر ایسے علاقوں میں جہاں عسکری اور شہری علاقے قریب ہوں ان حملوں میں شہری آبادی کو نقصان پہنچنے کا زیادہ امکان ہوتا

ہے، جیسا کہ: پاکستان، افغانستان، اور یمن جیسے ممالک میں ڈرون حملوں کے دوران شہری جانوں کا ضیاع دیکھا گیا ہے۔

و. جدید سائبر ہتھیاروں کا استعمال اہم معلومات تک غیر قانونی رسائی مالیاتی نظام میں مداخلت، اور نجی معلومات کی خلاف ورزی کے لیے کیا جا سکتا ہے۔ یہ حملے لوگوں کی پرائیویسی کو شدید نقصان پہنچا سکتے ہیں اور انہیں ذہنی دباؤ میں مبتلا کر سکتے ہیں۔

ز. خود کار ہتھیار جیسے کہ قاتل روبوٹ انسان کے بغیر فیصلے کر کے لوگوں کی جان لے سکتے ہیں۔ ان ہتھیاروں کے استعمال سے اخلاقی اور قانونی سوالات جنم لیتے ہیں کیونکہ یہ ہتھیار کبھی کبھار انسانی جان کو غلطی سے نشانہ بنا سکتے ہیں۔

ح. نینو ٹیکنالوجی پر مبنی ہتھیار انتہائی خطرناک ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کا پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے اور یہ نہایت چھوٹے پیمانے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ ان ہتھیاروں کا استعمال ماحول اور انسانی صحت کے لیے شدید نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

جدید جنگی آلات کے منفی اثرات کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے استعمال پر اخلاقی اور قانونی حدود کا اطلاق کیا جائے۔ انسانی حقوق کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے عالمی قوانین کو مزید مضبوط اور موثر بنانے کی ضرورت ہے۔ جدید جنگی آلات کے ممکنہ منفی اثرات کو سمجھنا اور ان کے استعمال کو کنٹرول کرنا نہایت اہم ہے تاکہ معصوم لوگوں کی زندگی اور بنیادی حقوق کی پامالی نہ ہو۔ مزید یہ کہ سائبر جنگ ،ڈرونز اور خود مختار ہتھیاروں کے غلط استعمال نے عالمی سطح پر امن وسلامتی کے لیے شدید خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ مستقبل میں ان جدید آلات کے متعلق بین الاقوامی ضوابط اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ناگزیر ہو گا۔ بین الاقوامی ضوابط یا بین الاقوامی جنگی قوانین ذیل میں بیان کیے جا رہے ہیں۔

بین الاقوامی جنگی قوانین اور قوانین انسانیت

یہ دونوں قسم کے قوانین عالمی سطح پر انسانیت کے حقوق کے تحفظ اور جنگی کاروائیوں کے دوران انسانی سلوک کو یقینی بنانے کے لیے متعین کیے گئے ہیں۔ یہ قوانین باہم مل کر امور سرانجام دیتے ہیں تاکہ حالت جنگ میں انسانی حقوق محفوظ رہیں۔

بین الاقوامی جنگی قوانین یا جنیوا کنونشنز

جنیوا کنونشنز کے معاہدے 1864 سے شروع ہوئے اور انہیں وقتاً فوقتاً جدید بنایا گیا۔ موجودہ دور میں چار اہم جنیوا کنونشنز ہیں جو 1949 میں اپنائے گئے۔

"International Humanitarian Law (IHL): Also known as the laws of war, IHL regulates the conduct of armed conflicts to protect persons who are not participating or are no longer participating in hostilities."[15]

بین الاقوامی جنگی قوانین جو جنیوا کنونشن کے نام سے بھی موسوم ہیں، جنگ کے دوران انسانی حقوق کے تحفظ کے ضامن ہیں جن کا مقصد ہی دورانِ جنگ انسانی حقوق کی پاسداری کرنا ہے، خصوصاً زخمیوں، قیدیوں اور شہریوں کی حفاظت وغیرہ۔

جنیوا کنونشن کے چار بنیادی حصے ہیں۔ یہ چاروں کنونشنز ۱۹۴۹ء میں طے پائی جو کہ دورانِ جنگ انسانی حقوق کی پاسداری کا تعین کرتی ہے۔

پہلا کنونشن

زخمیوں اور بیماروں کی حفاظت کے بارے میں ہے، اس کے مطابق فوجی اور طبی عملہ محفوظ رہے گا اور انہیں مناسب علاج بھی مہیا کیا جائے گا۔

"These provide protection for the wounded and sick, but also for medical and religious personnel, medical units and medical transports. "[16]

دوسرا کنونشن: سمندری جنگ ہونے کی صورت میں زخمیوں اور بیماروں کی حفاظت کے اصولوں کو متعین کرتا ہے۔[17]

اس کنونشن کا مقصد ہے کہ سمندری جنگ میں شامل افراد کو محفوظ اور انسانی سلوک فراہم کیا جائے، اور ان کی حفاظت کے لیے قوانین بنائے جائیں۔ یہ کنونشن پہلی جنیوا کنونشن کے اصولوں کو سمندری جنگ کے تناظر میں توسیع دیتا ہے۔

---

15. International Committee of the Red Cross (ICRC), What is International Humanitarian Law? ICRC on IHL.

16. Geneva Convention I: The Amelioration of the Condition of the Wounded and Sick in Armed Forces in the Field.

17. Geneva Convention II: The Amelioration of the Condition of the Wounded, Sick and Shipwrecked Members of Armed Forces at Sea.

تیسرا کنونشن

جنگی قیدیوں کے حقوق اور ان کے ساتھ انسانی سلوک کو یقینی بنانے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ یہ معاہدہ 12 اگست 1949 کو منظور کیا گیا اور اس کا اطلاق جنگ کے دوران گرفتار کیے گئے فوجی اہلکاروں، ملیشیا کے ارکان، اور دیگر جنگی فورسز کے افراد پر ہوتا ہے۔

"No physical or mental torture, nor any other form of coercion, may be inflicted on prisoners of war to secure from them information of any kind whatever. Prisoners of war who refuse to answer may not be threatened, insulted, or exposed to any unpleasant or disadvantageous treatment of any kind."[18]

دورانِ جنگ قید ہونے والے انسانوں کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں ہے اور اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان قیدیوں سے انسانی سلوک کیا جائے، ان کو انتقام کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے۔

چوتھا کنونشن: شہریوں کی حفاظت سے متعلق ہے اور دورانِ جنگ انسانی سلوک کو یقینی بنانے پر زور دیتا ہے۔[19]

جنیوا کنونشنز انسانیت کے تحفظ اور جنگ کے دوران انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے بنیادی اصول فراہم کرتے ہیں۔ یہ کنونشنز نہ صرف قانونی طور پر اہم ہیں بلکہ اخلاقی طور پر بھی عالمی برادری کی ذمہ داری کو اجاگر کرتے ہیں کہ وہ جنگ کے دوران انسانیت کی حفاظت کریں اور بے گناہ لوگوں کی عزت و وقار کا احترام کریں۔ ان کے تحت طے کردہ اصول جنگ کے دوران بھی انسانیت کے احترام کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔ یہ کنونشن جنگی قیدیوں کے ساتھ بہتر سلوک کو یقینی بنانے اور انہیں غیر انسانی حالات سے بچانے کے لیے اہم ہے۔ ان پر تشدد، جسمانی یا ذہنی دباؤ، یا تذلیل نہیں کی جانی چاہیے۔ انہیں زندگی کی بنیادی ضروریات جیسے خوراک، رہائش اور طبی سہولیات فراہم کی جانی چاہئیں۔

جنگی بین الاقوامی قوانین کی اہم اور بنیادی دفعات

بین الاقوامی جنگی قوانین کی اہم دفعات میں سے ایک تو آرٹیکل ۳ ہے۔ یہ آرٹیکل مسلح تنازعات میں جنگی قیدیوں، زخمیوں اور شہریوں کے ساتھ برتاؤ کے اصولوں کو واضح کرتا ہے اور اس کی خاص بات یہ ہے کہ تمام جنیوا کنونشنز میں مشترک ہے۔

---

18. https://ihl-databases.icrc.org/en/ihl-treaties/gciii-1949/article-17.
19. Geneva Convention IV: The Protection of Civilian Persons in Time of War.

دوسری اہم دفعہ اس بارے میں ہے کہ جنگی کاروائیوں میں شہریوں کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے غیر متناسب حملوں پرہیز کیا جائے۔ آرٹیکل ۳ کے اہم نکات یہ ہیں:

۱۔**بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ :** تنازع میں شریک افراد کو غیر انسانی سلوک یا تشدد کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا، چاہے وہ مسلح افواج کے ارکان ہوں یا نہیں۔ اس میں :

- قتل،
- جسمانی تشدد،
- تشہیر کے لیے لوگوں کی بے حرمتی،
- اور دیگر غیر انسانی سلوک شامل ہیں۔

۲۔**زخمی اور بیمار افراد کا تحفظ:** زخمی اور بیمار افراد کو بغیر کسی امتیاز کے امداد اور دیکھ بھال فراہم کی جانی چاہیے۔

۳۔**قیدیوں کے ساتھ سلوک:** قیدی بنائے گئے افراد کے ساتھ احترام اور انسانی سلوک روا رکھا جانا چاہیے۔ ان پر کوئی بھی سزا صرف قانونی عمل کے ذریعے دی جاسکتی ہے اور انہیں مناسب عدالتی تحفظ حاصل ہونا چاہیے۔

۴۔**عدالتی حقوق کا احترام:** افراد کو بغیر عدالتی کارروائی کے سزا دینا ممنوع ہے، اور انہیں منصفانہ عدالتی کارروائی کا حق حاصل ہونا چاہیے۔[20]

آرٹیکل ۳ کا نفاذ اندرونی تنازعات میں انسانی وقار کے تحفظ کے لیے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ایک نیا معیار قائم کرتا ہے جس کے ذریعے جنگ کی قانونی حدود اور انسانی حقوق کا احترام برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے، خواہ تنازعہ داخلی ہو یا بین الاقوامی۔ اس کی بنیاد پر عالمی سطح پر جنگی قوانین کو مزید بہتر کرنے کی راہ ہموار ہوئی ہے۔

قوانین انسانیت جسے انسانی حقوق کے قوانین بھی کہا جاتا ہے، انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے بنائے گئے ہیں۔ یہ قوانین بین الاقوامی معاہدوں جیسا کہ عالمی معاہدہ برائے شہری اور سیاسی حقوق جو کہ ۱۹۶۶ء میں طے پایا، قومی قوانین اور دیگر بین الاقوامی انسانی حقوق کی دستاویزات میں شامل ہیں، جیسا کہ عالمی انسانی حقوق کا اعلامیہ جو کہ ۱۹۴۸ء میں طے پایا، اس اعلامیے میں بنیادی انسانی حقوق زندگی، آزادی اور تحفظ کی وضاحت کی گئی ہے۔[21]

---

20. Geneva Convention Relative to the Protection of Civilian Persons in Time of War, 1949, Common Article 3..

21. United Nations General Assembly, Universal Declaration of Human Rights (UDHR), 1948.

بین الاقوامی جنگی قوانین اور انسانی حقوق کے قوانین کے درمیان تعلق اس بات پر منحصر ہے کہ دورانِ جنگ حقوقِ انسانی کی حفاظت انتہائی ضروری ہے۔اس کے علاوہ دورِ جدید میں، سائبر جنگ کی صورت میں بھی بین الاقوامی جنگی قوانین کا اطلاق ہوتا ہے، جہاں سائبر حملے انسانی حقوق کی خلاف ورزی مترادف ہوسکتے ہیں۔

جنگی جرائم اور ان کی سزا

بین الاقوامی عدالتوں کے قیام سے پہلے، جنگی جرائم کا احتساب اکثر جنگی فریقین کی مرضی پر منحصر ہوتا تھا۔ تاہم، آج بین الاقوامی سطح پر جنگی جرائم کی سزاؤں کے لیے قانونی ڈھانچہ موجود ہے۔

جنگی جرائم میں بین الاقوامی جنگی قوانین کی خلاف ورزی، جیسے کہ نہتے شہریوں کا قتل ،جنگی قیدیوں کے ساتھ نارواسلوک اور انسانی حقوق کی دیگر خلاف ورزیاں شامل ہیں۔ان تمام جرائم کے خلاف بین الاقوامی عدالتوں میں کاروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

بین الاقوامی عدالتوں میں سے ایک عدالت بین الاقوامی فوجداری عدالت(ICC) ہے۔ یہ عدالت جنگی جرائم،انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور نسل کشی کے مقدمات کے بارے میں کاروائی کرتی ہے۔[22]

جنگی جرائم کی سزائیں بین الاقوامی قانون کے مطابق مختلف ہوسکتی ہیں، اور ان کا انحصار جرم کی نوعیت، شدت اور عدالتی نظام پر ہوتا ہے جس کے تحت مقدمہ چلایا جارہا ہو۔ جنگی جرائم کی سزائیں بین الاقوامی عدالتوں، خصوصی ٹربیونلز، یا قومی عدالتوں میں دی جاسکتی ہیں۔ جنگی جرائم کے مرتکب افراد کو مندرجہ ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں:

عمر قید(Life Imprisonment):

“The Court may impose a sentence of life imprisonment when justified by the extreme gravity of the crime and the individual circumstances of the convicted person."

بین الاقوامی فوجداری عدالت (ICC) اور دیگر بین الاقوامی ٹربیونلز میں جنگی جرائم، انسانیت کے خلاف جرائم اور نسل کشی کے سنگین مقدمات میں مجرم کو عمر قید کی سزا سنائی جاسکتی ہے۔ یہ سزا سب سے سنگین جرائم کے لیے مخصوص ہوتی ہے۔

---

22 https://www.ohchr.org/en/instruments-mechanisms/instruments/rome-statute-international-criminal-court.

طویل مدتی قید(Long-term Imprisonment):

"A term of imprisonment may not exceed a maximum of 30 years unless life imprisonment is justified by the extreme gravity of the crime."

جنگی جرائم میں طویل مدتی قید کی سزائیں عام طور پر ۳۰ سے ۵۰ سال تک ہو سکتی ہیں۔ یہ سزا ان افراد کو دی جاتی ہے جنہوں نے سنگین جرائم کا ارتکاب کیا ہو، لیکن جرم کی شدت اتنی نہ ہو کہ عمر قید کی ضرورت ہو۔

مالی جرمانے (Fines):

"In addition to imprisonment, the Court may impose a fine under the criteria provided for in the Rules of Procedure and Evidence."

بعض صورتوں میں عدالت مجرم پر مالی جرمانہ عائد کر سکتی ہے، خاص طور پر اگر اس کے مالی وسائل ہوں یا اگر جنگی جرائم کے دوران مالی فائدہ اٹھایا گیا ہو۔ یہ سزا عام طور پر ان حالات میں دی جاتی ہے جہاں مجرم کی مالی حیثیت اور جرم سے مالی فائدہ ہونے کا ثبوت ہو۔

جائیداد کی ضبطی(Forfeiture of Property):

"The Court may order the forfeiture of proceeds, property and assets derived directly or indirectly from the crime."

اگر کوئی شخص جنگی جرائم کے دوران غیر قانونی طور پر جائیداد یا مالی فوائد حاصل کرتا ہے تو بین الاقوامی عدالتیں اس کی جائیداد ضبط کر سکتی ہیں۔ یہ سزا اس لیے دی جاتی ہے تاکہ جرم کے نتیجے میں حاصل شدہ غیر قانونی اثاثے واپس لیے جا سکیں۔[23]

معاشرتی حقوق کی معطلی(Revocation of Civic Rights)

بعض ممالک میں جنگی مجرموں کو معاشرتی حقوق جیسے حق رائے دہی یا عوامی دفتر کے لیے اہل قرار دیے جانے والے حقوق سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ یہ سزا عام طور پر قومی سطح پر نافذ ہوتی ہے اور مجرم کی معاشرتی حیثیت کو محدود کرتی ہے۔

یہ سزا زیادہ تر قومی قوانین کے تحت آتی ہے اور بین الاقوامی عدالتوں میں کم استعمال ہوتی ہے، تاہم قومی سطح پر جیسے کہ فرانس اور جرمنی میں جنگی جرائم کے مجرموں کے لیے معاشرتی حقوق کی معطلی کی مثالیں موجود ہیں۔

23. Rome Statute of the International Criminal Court (1989), Article no.77.

پھانسی:(Death Penalty)

اگرچہ **پھانسی** کی سزا بین الاقوامی فوجداری عدالت (ICC) کے دائرہ اختیار میں نہیں آتی، لیکن کچھ قومی عدالتیں جنگی جرائم کے لیے پھانسی کی سزا دیتی ہیں۔ تاہم، بین الاقوامی سطح پر جنگی جرائم کے لیے پھانسی کی سزا پر کافی تنقید ہوتی ہے اور زیادہ تر ممالک اس سزا کو ختم کر چکے ہیں۔کچھ ممالک میں جنگی جرائم کے لیے یہ سزا اب بھی موجود ہے، جیسے کہ سعودی عرب اور بعض ایشیائی ممالک۔

ICC کے دائرہ اختیار میں آنے والے مقدمات میں پھانسی کی سزا نہیں دی جاتی۔

جنگی مجرموں کا حوالگی اور جلاوطنی(Extradition and Banishment):

"States Parties shall comply with requests for arrest and surrender made by the Court in accordance with this Statute."[24]

بعض صورتوں میں جنگی مجرموں کو دیگر ممالک میں حوالہ کیا جا سکتا ہے تا کہ ان کے خلاف وہاں مقدمہ چلایا جا سکے، یا انہیں دوسرے ممالک میں جلاوطن کیا جا سکتا ہے۔

الغرض جنگی جرائم کی سزائیں بین الاقوامی قوانین اور عدالتوں کے ذریعہ سختی سے نافذ کی جاتی ہیں، اور ان میں عمر قید، طویل مدتی قید، مالی جرمانے، جائیداد کی ضبطی، اور جلاوطنی جیسی سزائیں شامل ہیں۔ ان سزاؤں کا مقصد جنگ کے دوران ہونے والے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا سدباب کرنا اور انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔

حالیہ دور کے چیلنجز

موجودہ دور میں، بین الاقوامی جنگی قوانین اور انسانی حقوق کے قوانین کو مختلف چیلنجز در پیش ہیں، جیسا کہ:

جدید جنگی آلات میں شامل ڈرونز اور خودکار ہتھیار جو بین الاقوامی جنگی قوانین کی خلاف ورزی کی وجہ بن سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سائبر حملے جو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا باعث بن سکتے ہیں اور ان امور کے خلاف مؤثر قانونی کاروائی کا فقدان ہے۔

مذکورہ بحث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ بین الاقوامی جنگی قوانین اور قوانین انسانیت انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے ایک لازمی جزو ہے۔ یہ قوانین جنگ کے دوران بھی انسانی سلوک کو یقینی بنانے پر زور دیتے ہیں اور انسانی حقوق کی پاسداری کی ضرورت کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں ان قوانین کا جدید چیلنجز کے

24. Rome Statute of the International Criminal Court, Article 89.

تناظر میں دوبارہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ مؤثر طریقے سے انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔ بین الاقوامی جنگی قوانین اور اسلامی جنگی اصول کے درمیان کیا ارتباط ہے، یہ جاننے کے لیے پہلے اسلامی جنگی اصولوں سے واقفیت ضروری ہے۔

اسلامی جنگی اصول اور ان کا اطلاق(Islamic Principles of Warfare)

اسلامی احکام اور شریعت جنگی کاروائیوں کے دوران انسانی سلوک، انصاف اور اخلاقیات کی پاسداری کے لیے مخصوص رہنما اصول مہیا کرتے ہیں۔اسلامی جنگی اصولوں کی بنیاد قرآن وسنّت ہیں اور ان میں انسانی جانوں، انسانی حقوق اور زمین کی حفاظت یقینی بنانے کے تمام اصول مرتّب کیے گئے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ "[25]

(اور جو لوگ تم سے برسرِ پیکار ہیں، ان سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو اور زیادتی نہ کرو، کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔)

اس آیت کے مطابق اللہ سبحانہ وتقدس نے ہر قسم کی زیادتی سے منع فرماکر اخلاقیات کی پاسداری کرنے کا حکم دیا ہے۔ دورانِ جنگ اسلامی جنگی اصولوں کے پیش نظر انسانی سلوک کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے، جیسا کہ:

۱۔ جنگ کے دوران جنگ میں شرکت نہ کرنے والے افراد، خاص طور پر عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور بیماروں کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔ ان کی دلیل وہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں بچوں اور عورتوں کا قتل ممنوع قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"فَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ"[26]

(رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا۔)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے:

"وَلا تَقْتُلُوا امْرَأَةً، وَلا وَلِيدًا"[27]

---

25. Al-Qur'ān, 2: 190.

26. Al-Musallam, Al-Sahih Al-Musallam, Kitab al-Jihad al-Walasir, Bab al-Tahrim Qatl al-Nissa wa al-Sabyan al-Filharib (Beirut: Dar al-Hijjah al-Al-Arabi, n-d.) Hadith No. 1744.

27. Abu Muhammad al-Husayn ibn Mas'ud al-Farra' al-Baghawi, Sharh al-Sunnah (Beirut: Al-Maktabah al-Islamiyyah, 2nd edition, 1403 AH - 1983 AD), Hadith No.2669.

(کسی عورت یا بچے کو قتل نہ کرنا۔)

سنن ابی داؤد کی ایک روایت ہے:

"لَا يَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيفًا"[28]

(بچوں اور مزدوروں کا قتل نہ کرنا۔)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق حضرت محمد ﷺ جب لشکر روانہ کرتے تو فرماتے:

"لَا تَقْتُلُوا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ"[29]

(عبادت گاہوں میں رہنے والوں کو قتل نہ کرو۔)

مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں ہے:

"انْطَلِقُوا بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ تُقَاتِلُونَ أَعْدَاءَ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، لَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً وَلَا تَغُلُّوا"[30]

اس حدیث کے مطابق زیادہ بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کا قتل منع فرمایا۔

بنیادی طور پر، جو بھی معذور ہے وہ لڑائی سے مستثنیٰ ہے اگر وہ جنگ میں نہیں لڑ رہے ہیں۔ لیکن اگر وہ کسی بھی لحاظ سے جنگ میں ملوث ہیں جیسا کہ کوئی مریض فوجیوں کی رہنمائی کر رہا ہو، عورت جاسوسی کی خدمات سرانجام دے رہی ہو اور بچے پوشیدہ پیغام رسانی کا کام سرانجام دے رہے ہوں تو پھر ان کا قتل جائز ہو گا۔

۲۔ فصلوں کی تباہی، کھیتوں کی تباہی، قتل عام اور فوج کی پیش قدمی کے ساتھ ہی دیہاتوں کو جلانا انتہا پسند گروہوں میں عام بات ہے۔ اسلام اس کو فساد کہتا ہے اور قرآن اس کی مکمل ممانعت کرتا ہے:

"وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ"[31]

---

28. Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab ul Jihad, Baab Fi Qatl al-Nissa (Beirut: Al-Maktabah Al-Asriyah, Sidon, 1999), Hadith No. 2669.

29. Abu Bakr Ibn e Abi Shaybah, Al-Musannaf, Kitab al-Jihad, Jihad, man yunhaa ean qatlih fi dar alharb (Riyadh: Maktabat al-Rushd - First Edition, 1409 AH) Hadith No.33132.

30. Ibn e Abi Shaybah, Al-Musannaf, Kitab al-Jihad, Jihad, man yunhaa ean qatlih fi dar alharb, Hadith No. 33118

31. Al-Qur'ān, 2: 205.

(جب وہ حکومت پالیتے ہیں تو زمین میں اس بات کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں کہ فساد برپا کریں اور کھیتوں اور جانوروں کو ہلاک و برباد کریں۔)

۳۔ دشمنوں کی لاشوں کی بے حرمتی اور ان کے اعضا کو مسخ کرنا بھی اسلام میں سختی سے منع ہے۔ عبداللہ بن یزید انصاریؓ سے روایت ہے:

"نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبَى وَالْمُثْلَةِ"[32]

(رسول اللہ ﷺ نے لوٹ مار اور مثلہ سے منع فرمایا۔)

ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ افواج کو بھیجتے وقت ہدایات فرماتے:

"وَلَا تَغْدِرُوا,وَلَا تَغْلُوا وَلَا تُمَثِّلُوا"[33]

(اور خیانت نہ کرنا، حد سے تجاوز نہ کرنا اور مثلہ نہ کرنا۔)

ان قواعد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے جنگ کو ان تمام بربریت سے آزاد کیا جو اس وقت جنگ کا بنیادی عنصر تھا۔ جنگی قیدیوں اور مسافروں کو قتل کرنا، مرنے والوں کی بے حرمتی کرنا، اتحادیوں کو قتل کرنا، زخمیوں کو قتل کرنا، شہریوں کو قتل کرنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا، جلانا، لوٹ مار کرنا، سڑکیں بند کرنا، فصلوں اور دیہاتوں کو تباہ کرنا، حکم عدولی کرنا اور تعمیر نو کرنا۔ فوج کی تعداد، جنگ کی افراتفری، ہر چیز کو غیر قانونی جنگ قرار دیا جاتا ہے، اور جنگ صرف ایک ایسی چیز کے طور پر رہ جاتی ہے جس میں ایک شریف اور بہادر آدمی کم سے کم نقصان پہنچا کر بُرائی شر کو دور کرے۔

اگر آج کی جنگوں کو ان واضح اور منصفانہ اصولوں کی روشنی میں پرکھا جائے تو یہ ظالمانہ طریقے انسان کے رونگٹے کھڑے کر دیتے ہیں۔ آج ملکوں میں کارپٹ بمباری کی جاتی ہے اور بے گناہ شہریوں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا جاتا ہے جو تشدد اور دہشت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ . ابو غریب جیل میں ہزاروں افراد کو کنٹینرز میں بند کر کے ہلاک کر دیا جاتا ہے اور گوانتاناموبے میں قیدیوں کو گندگی میں ملا ہوا کھانا کھلایا جاتا ہے اور ان کو قضائے حاجت کی

32. Abu Dawood Sulayman ibn Dawood ibn al-Jarood al-Tayalisi, Musnad Abu Dawood al-Tayalisi (Egypt: Dar al-Hijr, First Edition, 1419 AH - 1999 CE) Hadith No. 1166..

33. Abu Ahmad Hamid ibn Juzayyah, Al-Amwal by Ibn Zanjuyah (Saudi Arabia: King Faisal Center for Research and Islamic Studies, First Edition, 1406 AH - 1986 CE) Hadith No. 787.

جگھوں میں ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ ایسے کام کرنے والے تہذیب کے محافظ ہیں اور انہیں اپنے ساتھی انسانوں کے انسانی حقوق کا محافظ بننا چاہیے۔ دنیا اسلام کی صالح حکمرانی اور اس کے صالح طریقوں کی منتظر ہے۔

اسلام میں جنگ کی وجوہات

اسلام میں جنگ کی اجازت مخصوص وجوہات کی بنیاد پر دی گئی ہے۔ جنگ کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کو **"جہاد "** کے تصور کے تحت سمجھا جاتا ہے، جس کا مطلب ہے اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنا۔ اس میں جسمانی جنگ سے لے کر روحانی جدوجہد تک کے مختلف پہلو شامل ہیں، لیکن جنگ کا مقصد ہمیشہ انصاف، امن اور ظلم کے خاتمے کے لیے ہوتا ہے۔

۱۔ مسلمان کو اپنی جانوں، مالوں اور حقوق کے دفاع کے لیے جنگ کرنے کی اجازت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ"[34]

(اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑیں لیکن زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔)

۲۔ دینِ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ دینے کے لیے بنایا ہے، جہاں دینِ اسلام کو مغلوب کرنے کی سازش ہو رہی ہو تو ان سے جنگ کرنا جائز ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ"[35]

(اور جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے اور دین اللہ ہی کے لیے نہ ہو جائے، ان سے جنگ کرتے رہو، ہاں اگر وہ باز آجائیں تو سوائے ظالموں کے کسی پر زیادتی نہ کی جائے۔)

۳۔ اسلام ظلم و جبر کو ناپسند کرتا ہے، اور جہاں کہیں بھی ظالم حکمران یا گروہ بے گناہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، وہاں جنگ کو جائز سمجھا جاتا ہے تاکہ مظلوموں کو انصاف فراہم کیا جاسکے۔ حکم خداوندی ہے:

"وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ

34. Al-Qur'ān, 2:190.
35. Al-Qur'ān, 2:193.

الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا"[36]

(اور تم خدا کی راہ میں اور ان مظلوم مردوں، عورتوں اور بچوں سے کیوں نہیں لڑتے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال"۔ ایک ایسی بستی جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے ایک ولی بنا اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار مقرر کر۔)

۴۔ اسلام میں معاہدوں اور وعدوں کی پاسداری کا بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اگر کوئی قوم مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کرے اور پھر اس کو توڑے یا دھوکہ دہی سے کام لے، تو مسلمانوں کو حق دیا گیا ہے کہ وہ جنگ کے ذریعے اپنے حقوق کا تحفظ کریں۔ قرآن کریم کی سورۃ التوبہ میں ارشاد ہے:

"وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ"[37]

(اور اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین کو چیلنج کریں تو کفر کے اماموں سے لڑو شاید وہ باز آجائیں۔)

۵۔ جنگ اس وقت بھی جائز ہے جب کسی قوم یا ریاست کو حملے کا خطرہ ہو، یا ان کی معصوم عوام کو قتل و غارت سے بچانا مقصود ہو۔ ایسے حالات میں جنگ ایک ذمہ داری بن جاتی ہے تاکہ امن قائم کیا جاسکے۔ حکم ربّانی ہے:

"أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ"[38]

(لڑنے والوں کو اجازت دے دی گئی ہے کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے اور بے شک اللہ ان کو فتح دینے پر قادر ہے۔)

۶۔ اگر کوئی دشمن اسلام کو زبردستی مٹانے کی کوشش کرے یا مسلمانوں کو ان کے مذہب پر عمل کرنے سے روکے، تو اس صورت میں بھی اسلام جنگ کو جائز قرار دیتا ہے۔ اس کا مقصد مذہب کی حفاظت اور مسلمانوں کو آزادانہ طور پر اپنے دین پر عمل کرنے کا حق فراہم کرنا ہے۔ اللہ ربّ العزّت کا فرمان ہے:

36. Al-Qur'ān, 4:75.
37. Al-Qur'ān, 9:12.
38. Al-Qur'ān, 22:39.

"قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ"[39]

(ان لوگوں سے لڑو جو نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر اور نہ ان چیزوں کو حرام کرتے ہیں جن کو خدا اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور دین حق کی پیروی نہیں کرتے۔)

اسلام میں جنگ ایک آخری حربہ ہے جو صرف ان حالات میں جائز ہے جب ظلم کا خاتمہ مقصود ہو، اور انسانیت کے تحفظ کے لیے جنگ ضروری ہو جائے۔ جنگ کا مقصد کبھی بھی فساد پھیلانا یا دنیا پر غلبہ حاصل کرنا نہیں ہے، بلکہ امن و انصاف کا قیام اور مظلوموں کی مدد کرنا ہے۔

اسلامی جنگی اخلاقیات

اسلامی جنگی اخلاقیات وہ اصول اور قوانین ہیں جو مسلمانوں کو جنگ کے دوران عمل کرنے کے حوالے سے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہ اخلاقیات قرآن و سنت کی روشنی میں مرتب کی گئی ہیں اور ان کا مقصد جنگ کی صورت میں بھی انسانیت، عدل، اور انصاف کا خیال رکھنا ہے۔ اسلامی جنگی اصول جنگی اخلاقیات کی پاسداری کے ضامن ہیں۔ اسلامی جنگی اخلاقیات کی بنیاد چند اہم نکات پر رکھی گئی ہے:

۱۔ جنگ کے دوران بھی امن کی کوشش کرنا یعنی کہ اگر دشمن صلح کے لیے تیار ہو تو اُس کی پیشکش کو قبول کرنا اسلامی اصولوں کے مطابق ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا"[40]

(اگر وہ صلح کرنا چاہیں تو تم بھی صلح کرلو۔)

۲۔ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ اسلام کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ انسانوں اور تمام جانداروں کے حقوق کا خیال اور ان کے تحفظ کو فروغ دیتا ہے۔ اسلام مسلمانوں کو جانوروں سمیت تمام انسانوں کے حقوق کا احترام کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ رحم و شفقت کا معاملہ، نیز مخلوق خدا کے ساتھ عدل و مہربانی اسلام کا خاصہ اور خاصیت ہے۔ جب کہ اسلام کی نظر میں ظلم و ستم، بلاجواز مار پیٹ، جبریا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ایک انتہائی قبیح،

39. Al-Qur'ān, 9:29.
40. Al-Qur'ān, 8: 61.

بدصورت اور مجرمانہ فعل ہے جس کی اسلام سختی سے ممانعت اور روک تھام کرتا ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ غلامی کی چکی میں پستے تھے اور ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ یہ اسلام ہی ہے جو غلاموں اور قیدیوں کو انسانی حقوق کا حق دیتا ہے۔

۳۔ اسلام جنگ میں دشمنوں سے لڑنے اور ان سے نمٹنے کے لیے تفصیلی اصول فراہم کرتا ہے، خاص طور پر جب وہ پکڑے جاتے ہیں۔ پہلی دستاویز جس نے ان کامیابیوں اور اسلامی فضائل کو بیان کیا وہ فقہ حنفی کے تیسرے عظیم امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب السیر" تھی۔ یہ کتاب جنگ کے بین الاقوامی رسم ورواج پر انسانی حقوق کا پہلا چارٹر ہے۔ آج کی نام نہاد مہذب دنیا ان اسلامی روایات اور تہذیبوں کے خلاف کلہاڑی کی مانند ہے۔ کیونکہ آج مہذب دنیا سمجھتی ہے کہ جنگی قیدی مراعات کے مستحق نہیں ہیں، لیکن ان کے خلاف کسی بھی قسم کا ظلم اور زیادتی جائز اور برداشت کی جاتی ہے۔

۴۔ اسلام قیدیوں (مسلمانوں اور غیر مومنین) کے ساتھ عدل و انصاف پر یکساں توجہ دیتا ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں کی جابرانہ قید سے مسلمان قیدیوں کی رہائی کا حکم دیا تھا، اسی طرح مسلمانوں کو قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم بھی دیا تھا۔ قرآن پاک کہتا ہے:

"وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا"[41]

(اور اس کی محبت سے غریبوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔)

اسلام کی ان سنہری تعلیمات اور روایات کی روشنی کی کرنیں پوری دنیا میں جگمگا رہی ہیں۔ حال ہی میں جب ایک برطانوی صحافی مجاہدین اسلام کی دس دن کی اسیری سے واپس آئی تو مغربی دنیا جو طالبان کو دہشت گرد، انتہا پسند، جاہل، مسلح وحشی کہہ کر یاد کرتی ہے، خوشی کا اظہار کیا۔ جب "ایون ریڈلے" نے اپنی گرفتاری کے دوران طالبان کی مہربانی اور انسانیت کے احترام کا تجربہ کیا۔ اس کی شرافت اور اخلاقی خوبیوں سے متاثر ہو کر اس عیسائی خاتون نے بعد ازاں قرآن پاک کے مطالعہ کی روشنی میں حقیقت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں اور پھر اسلام کے ثمرات سے مرعوب ہو گئیں، وہیں دوسری طرف اس نے اپنی توجہ اسلام پر مرکوز کر دی۔ دوسری طرف تاریخ گوانتاناموبے کے مسلمان قیدیوں کے خلاف امریکی فوج کے دل دہلا دینے والے مظالم کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔

41. Al-Qur'ān, 76: 8.

جب حال ہی میں غزہ میں حماس اور اسرائیل کے درمیان جنگ بندی کا اعلان کیا گیا تو فلسطین کے مغربی کنارے میں حماس کی جیلوں سے رہا ہونے والے قیدیوں نے ان کے اچھے کاموں کی تعریف کی۔ اس نے کہا کہ وہ ایک شہزادی کی طرح رہتی ہے۔ جب وہ حماس کی قید میں تھے۔ رہا ہونے والے بچے کھاتے پیتے ہیں اور جیل میں اپنے وقت کو نہیں بھولنا چاہیے۔ "دانیال" نامی اسرائیلی خاتون اور "امیلیا" نامی نوجوان لڑکی نے حماس کے عسکری ونگ القسام بریگیڈز کو عبرانی زبان میں ایک خط لکھا جو قومی اخبارات اور بین الاقوامی میڈیا میں شائع ہوا۔

لیکن جہاں فلسطینی مجاہدین کی اس شاندار کارروائی نے دنیا کی توجہ حاصل کر لی ہے وہیں اسرائیلی جیلوں میں قید فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی جبر کی بھیانک اور سفاکانہ تصاویر بھی منظر عام پر آگئی ہیں۔ یکم دسمبر ۲۰۲۳ء کو بی بی سی انگریزی ٹیلی ویژن کی رپورٹ کے مطابق، ۱۸ سالہ "محمد نزار" اور بہت سے فلسطینیوں کو ۷ اکتوبر کو حماس کے حملے کے بعد اگست میں اسرائیل نے گرفتار کر کے حراست میں لے لیا۔ قیدیوں کو مارا پیٹا گیا۔ کتوں کو چھوڑ دیا گیا، ان کے کپڑے اور کمبل چھین لیے گئے، اور انہیں کھانا دینے سے انکار کر دیا گیا۔ خواتین قیدیوں کو عصمت دری کی دھمکیاں دی گئی ہیں، ان کے کمروں میں آنسو گیس پھینکی گئی ہے، اسرائیلی فوجیوں کا بعض قیدیوں پر پیشاب کرنا، چاقو سے حملے اور پھر پچھلے سات ہفتوں میں چھ فلسطینی قیدیوں کو اسرائیلیوں نے قتل کیا ہے۔ حراست میں حالیہ جنگ بندی کے دوران اپنی رہائی کے بعد، "محمد نظر" کا طبی معائنہ کیا گیا اور معلوم ہوا کہ ان کے دونوں ہاتھ فریکچر ہوئے تھے اور کئی فوجیوں نے ان پر حملہ کیا تھا اور انہیں شدید مارا پیٹا تھا۔

یہ اسرائیل کے مظالم پر ایک نظر ہے جو پوری دنیا کے سامنے انسانی حقوق کے بارے میں شور مچانے سے کبھی باز نہیں آتا۔ حقیقت یہ ہے کہ غزہ کی حالیہ جنگ کے بعد انسانیت، انسانی حقوق، عالمی برادری، مساوات اور انصاف جیسے الفاظ اپنے معنی کھو چکے ہیں۔ اور یہ واضح ہے کہ اسرائیل اور اس کے حامی امریکہ اور برطانیہ سمیت دیگر مغربی ممالک انصاف کے معیار پر پورا نہیں اترتے۔ مزید یہ کہ بعض مسلم ممالک کی بے حسی کا مقصد اسلامی اخوت کے تصور کو غلط ثابت کرنا ہے۔ ویسے بھی! اس کا سہرا حماس نے ایک بار پھر دشمن کے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے اسلام کی روشن تعلیمات کو مجسم کیا ہے جس کے لیے اسے مبارکباد دی جانی چاہیے۔ اللہ ان کو کامیابیوں اور فتوحات سے نوازے، ظالموں کو نیست و نابود کرے اور کلمہ حق کو بلند کرے، آمین![42]

---

42. https://www.banuri.edu.pk/bayyinat-detail accessed on Jan, 2024.

مذکورہ بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلامی جنگی اصول دورانِ جنگ انسانی حقوق، اخلاقیات اور انصاف کے تحفظ کے لیے ایک ٹھوس بنیاد مہیا کرتے ہیں۔ ان اصولوں پر عمل درآمد کرنے سے نہ صرف جنگی کاروائیوں میں عدل وانصاف قائم ہوتا ہے بلکہ انسانی زندگی کی قدروقیمت اور اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ موجودہ حالات میں ان اصولوں کی سمجھ اور ان کی پاسداری کرنا مزید اہمیت اختیار کر گیا ہے تاکہ جنگی حالات میں بھی انسانی حقوق کی حفاظت کو ممکن بنایا جاسکے۔

خلاصہ کلام

جدید جنگی ٹیکنالوجی، جیسے ڈرونز، ہتھیاروں کے خودکار نظام اور سائبر جنگی آلات نے جنگی میدان میں بنیادی تبدیلیاں پیدا کی ہیں، لیکن ان کے استعمال نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خطرات کو بھی بڑھا دیا ہے۔ ان ٹیکنالوجیز کی وجہ سے بے گناہ شہریوں کی جانیں خطرے میں پڑ گئی ہیں، خاص طور پر جب نشانہ بنانے کے لیے درست معلومات کی عدم موجودگی یا غلط معلومات کی بنیاد پر حملے کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ڈرون حملے اکثر بغیر کسی انسانی مداخلت کے کیے جاتے ہیں، جس سے جنگی جرائم کی ذمہ داری کا تعین مشکل ہو جاتا ہے۔ اسلام جنگ کے دوران انسانیت، انصاف، اور رحم کے اصولوں کی پاسداری پر زور دیتا ہے اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے یہ ممکنہ طور پر متاثر ہو سکتا ہے۔ خاص طور پر ڈرون حملے اور خودکار ہتھیاروں کی وجہ سے بے گناہ شہریوں کی ہلاکت اور انسانی جانوں کا ضیاع اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، جو کہ معصوم لوگوں کے تحفظ کی تاکید کرتی ہیں۔ اسی طرح، ان ٹیکنالوجیز کی وجہ سے جنگ کے دوران حملوں کی درستگی اور نشانہ بنانے میں غلطی کا امکان بڑھ جاتا ہے، جو اسلامی جنگی اخلاقیات کی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔ جدید جنگی ٹیکنالوجی نے اس بات کی ضرورت کو بڑھا دیا ہے کہ بین الاقوامی انسانی حقوق اور جنگی قوانین کو مزید مضبوط کیا جائے تاکہ بے گناہ لوگوں کے حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے اور جنگ کی تباہی کے اثرات کو کم کیا جاسکے۔ جدید جنگی ٹیکنالوجی نے جنگ کے میدان میں تبدیلیاں تو لائی ہیں، لیکن ان کے استعمال نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خطرات بھی بڑھا دیے ہیں۔ اسلامی اصول انسانی زندگی اور حقوق کا تحفظ کرتے ہیں اور جنگ کے دوران ان کی پاسداری ضروری ہے۔ اسلامی جنگی اخلاقیات انسانیت کے تحفظ، انصاف اور انسانی حقوق کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ یہ اصول جنگ کے دوران بھی انسانیت کی عزت و وقار کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی پاسداری نہ صرف مسلمانوں کی دینی ذمہ داری ہے بلکہ عالمی انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے بھی ضروری ہے۔ اسلام

میں جنگ کے دوران بھی انسانیت کے اصولوں کی پابندی کی جاتی ہے، جس کا مقصد جنگ کے اثرات کو کم سے کم کرنا اور امن کی کوششوں کو فروغ دینا ہے۔

نتائج

۱۔ جدید ٹیکنالوجی کی ترقی نے جنگی ہتھیاروں میں بڑی تبدیلیاں کی ہیں، جن میں مصنوعی ذہانت، ڈرونز، خودکار ہتھیار اور سائبر حملے شامل ہیں۔ جدید ہتھیاروں کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان کے استعمال پر بین الاقوامی قوانین اور معاہدے بھی وضع کیے جا رہے ہیں تاکہ ان ہتھیاروں کے غیر قانونی اور غیر انسانی استعمال کو روکا جا سکے۔ جنیوا کنونشن اور دیگر بین الاقوامی معاہدے ہتھیاروں کی دوڑ کو محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ جدید ہتھیاروں میں ہدف کو صحیح طور پر نشانہ بنانے کی صلاحیت ہوتی ہے، جو کہ معصوم شہریوں کے نقصان کو کم کر سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جدید جنگی ٹیکنالوجی کا استعمال انسانی جانوں کی حفاظت میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جنگی ٹیکنالوجی کی وجہ سے بڑے پیمانے پر تباہی اور بے گھر ہونے کے واقعات بڑھ سکتے ہیں، جس سے انسانی حقوق کی صورت حال مزید خراب ہو جاتی ہے۔ ٹیکنالوجی کی مدد سے ہونے والے فضائی حملے بعض اوقات انسانی جانوں کی قیمت پر ہوتے ہیں، جس سے بے گناہ شہریوں کی ہلاکت ہوتی ہے اور انسانی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔

سفارشات

۱۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جدید جنگی ٹیکنالوجی کا استعمال صرف اسی صورت میں کیا جائے جب انسانی جان کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔ بلاوجہ نقصان پہنچانے والے ہتھیاروں کا استعمال سختی سے ممنوع قرار دیا جائے۔

۲۔ بین الاقوامی قوانین کے ساتھ ساتھ اسلامی قوانین کے مطابق جنگی ٹیکنالوجی کے استعمال کو منظم کرنے کے لیے سخت قوانین بنائے جائیں تاکہ شہریوں اور غیر مسلح افراد کے حقوق محفوظ رہیں۔

۳۔ اسلامی ممالک کی افواج کو جدید جنگی ٹیکنالوجی کے استعمال کے دوران اسلامی تعلیمات اور انسانی حقوق کے احترام کی تربیت فراہم کی جائے۔ فوجی اہلکاروں میں اخلاقیات اور قانون کی پاسداری کا شعور بیدار کیا جائے۔

Bibliography

1. Al-Qur'ān
2. Abu Dawood, Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī. Sunan Abī Dāwūd, Kitāb al-Jihād, Bāb fī Qatl al-Nisāʾ. Beirut: al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, 1999.
3. Abu Dawood al-Ṭayālisī, Sulaymān ibn Dāwūd ibn al-Jarūd. Musnad Abī Dāwūd al-Ṭayālisī. Egypt: Dār al-Hijr, 1st ed., 1419 AH / 1999 CE.
4. Abu Juzayyah, Abū Aḥmad Ḥāmid. Al-Amwāl by Ibn Zanjūyah. Riyadh: King Fayṣal Center for Research and Islamic Studies, 1st ed., 1406 AH / 1986 CE.
5. Abu Shaybah, Abū Bakr ibn Abī. Al-Muṣannaf, Kitāb al-Jihād, Man Yunhā ʿan Qatlih fī Dār al-Ḥarb. Riyadh: Maktabat al-Rushd, 1st ed., 1409 AH.
6. Al-Baghawī, Abū Muḥammad al-Ḥusayn ibn Masʿūd al-Farrāʾ. Sharḥ al-Sunnah. Beirut: al-Maktabah al-Islāmiyyah, 2nd ed., 1403 AH / 1983 CE.
7. Al-Banūrī, Muḥammad Yūsuf. "Bayyinat – Official Website." Accessed January 2024. https://www.banuri.edu.pk/bayyinat-detail
8. Al-Musallam. Al-Ṣaḥīḥ al-Musallam, Kitāb al-Jihād wa al-Siyar, Bāb al-Taḥrīm Qatl al-Nisāʾ wa al-Ṣibyān fī al-Ḥarb. Beirut: Dār al-Hijjah al-ʿArabiyyah, n.d.
9. al-Zuḥaylī, Wahbah. Āthār al-Ḥarb fī al-Fiqh al-Islāmī. Damascus: Dār al-Fikr, 1419 AH.
10. al-Zuḥaylī, Wahbah. Al-ʿAlāqāt al-Duwaliyyah fī al-Islām: Islāmī aur Bain al-Aqwāmī Qānūn kā Taqābulī Muṭālaʿah. Translated by Ḥakīm Allāh. Islamabad: Sharīʿah Academy, International Islamic University, 2010.
11. Clarke, Richard A., and Robert Knake. Cyber War: The Next Threat to National Security and What to Do About It. New York: H.B. Press, 2011.
12. Freedberg, S. J. Lasers, Railguns & Energy Weapons: The Future of War. New York: Independent Publishers, 1923.
13. Geneva Convention I. The Amelioration of the Condition of the Wounded and Sick in Armed Forces in the Field. Geneva, 1949.

14. Geneva Convention II. The Amelioration of the Condition of the Wounded, Sick and Shipwrecked Members of Armed Forces at Sea. Geneva, 1949.
15. Geneva Convention III. Relative to the Treatment of Prisoners of War, Article 17. Accessed via ICRC Database: https://ihl-databases.icrc.org/en/ihl-treaties/gciii-1949/article-17
16. Geneva Convention IV. Relative to the Protection of Civilian Persons in Time of War. Geneva, 1949.
17. Hallion, Richard P. "Hypersonic Weapons and National Security." Arlington: Air Force Association, January 2016.
18. International Committee of the Red Cross (ICRC). What Is International Humanitarian Law? Geneva: ICRC, n.d.
19. Ibn Abī Shaybah, Abū Bakr. Al-Muṣannaf, Kitāb al-Jihād, Man Yunhā ʿan Qatlih fī Dār al-Ḥarb. Riyadh: Maktabat al-Rushd, 1st ed., 1409 AH.
20. Ibn Juzayyah, Abū Aḥmad Ḥāmid. Al-Amwāl by Ibn Zanjūyah. Riyadh: King Fayṣal Center for Research and Islamic Studies, 1st ed., 1406 AH / 1986 CE.
21. Mike Spick. An Illustrated Guide to Modern Fighter Combat. Englewood Cliffs, NJ: Prentice Hall Direct, 1987.
22. Ratner, Mark A., and Daniel Ratner. Nanotechnology: A Gentle Introduction to the Next Big Idea. Upper Saddle River, NJ: Prentice Hall Professional, 2003.
23. Rid, Thomas. Cyber War Will Not Take Place. Oxford: Oxford University Press, 2013.
24. Rome Statute of the International Criminal Court. United Nations, 1989. Articles 77, 89. Accessed from https://www.ohchr.org/en/instruments-mechanisms/instruments/rome-statute-international-criminal-court
25. Singer, P. W. Wired for War: The Robotics Revolution and Conflict in the 21st Century. United States: Penguin Books, 2009.
26. Speier, Richard H., George Nacouzi, Carrie Lee, and Richard M. Moore. Hypersonic Missile Nonproliferation: Hindering the Spread of a New Class of Weapons. Santa Monica, CA: RAND Corporation, 2017.
27. Tucker, Jonathan B. Scourge: The Once and Future Threat of Smallpox. New York: Grove Press, 2002.
28. United Nations General Assembly. Universal Declaration of Human Rights (UDHR). New York: United Nations, 1948.